ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۵ مئی ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

جناب راسخ عرفانی صاحب

سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نویدِ جانفزا ہے اے مسلماں سنّتِ نبویؐ
ضروری ہے پئے تکمیلِ ایماں سنّتِ نبویؐ

زمانے بھر میں ہے اس سے گریزاں ظلمتِ بدعت
کہ تاریکی میں ہے شمعِ فروزاں سنّتِ نبویؐ

خدا کے نیک بندوں کو ہے یہ اک مژدۂ راحت
عدو کے واسطے شمشیرِ بُرّاں سنّتِ نبویؐ

دلِ ملحد ہے اس کی عظمتوں کے خوف سے لرزاں
مسلماں کو ہے تسکینِ دل و جاں سنّتِ نبویؐ

محمد مصطفےٰؐ کی زندگی کا اُسوۂ حسنہ
عبادت کا ہے اک جزوِ ایماں سنّتِ نبویؐ

مفصّل طور پر کہیئے اسے شرحِ کلام اللہ
یہی ہے شاہدِ تقدیسِ قرآں سنّتِ نبویؐ

یہ ناممکن ہے کوئی تارکِ سنّت مسلماں ہو
جہاں میں ہے متاعِ دین و ایماں سنّتِ نبویؐ

الٰہی راسخِ خستہ جگر پر بھی نظر رکھنا!!
ہے بخشش کا ساماں روزِ میزاں سنّتِ نبویؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
جلد ٦ | ١٩ - ذی قعدہ ١٣٨٠ھ مطابق ٥ - مئی ١٩٦١ء | شمارہ ٥٢

اس شمارے میں

شرح چندہ

سالانہ گیارہ روپے — ششماھی چھ روپے
سہ ماھی تین روپے — فی پرچہ ٢٥ پیسے
ٹیلی فون ٦٧٥٤٥

خط وکتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
٢ - جب آپ کی چٹ پر سرخ نشان ہو۔ تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہے۔

خلائی پرواز

(٢)

اگر گراموفون کا ریکارڈ اور سوئی یا ٹیپ ریکارڈر انسان کی بولی ہوئی باتیں بیان کر سکتا ہے۔ جس کا انسانی دماغ سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ انسان ایک زندہ (ذی روح) جسم ہے۔ اور ریکارڈ اور سوئی جماد محض۔ تو انسان کے ہاتھ پاؤں اور جلد کا قیامت میں گواہی دینا کیوں مشکل ہے؟ وہ تو پھر بھی انسان ہی کے اجزا ہیں۔ اور اسی کے دماغ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اگر اعمال و کردار کی فلم بن سکتی ہے۔ تو آدمی کے اچھے بُرے عمل اجسام کی شکل میں کیوں ظاہر نہیں ہوسکتے؟ ان کی ساری فلمیں بنتی اور جمع ہوتی جا رہی ہیں۔ ان کا تولنا بھی ناممکن نہیں ہے۔ جس سے وزن اعمال کا عقلی جواز سمجھ میں آسکتا ہے وقوع پر ایمان لانے کے لئے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کافی ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (او کما قال)

ترجمہ:- الحمد للہ میزان بھر دیتا ہے۔ اور سبحان اللہ پڑھ لینا زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے۔ یہ بھی تعلیمیافتہ دوستوں کی سمجھ میں...... نہ آسکتا تھا۔ مگر آج ریڈیو کی ایجاد نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا۔ جب کسی ریڈیو اسٹیشن سے کوئی بات براڈ کاسٹ کی جاتی ہے۔ تو وہ زمین و آسمان کے درمیان ہر جگہ اسی وقت گونجتی ہے۔ گویا وہ اسی آن میں زمین و آسمان کے درمیان خلا کو بھر دیتی ہے۔ اور اسی لئے اُس بات کو اسی وقت ہر مقام سے سنا جا سکتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ ریڈیو سیٹ موجود ہو۔ یعنی امریکہ و لندن سے کہی ہوئی آواز تمام فضاء و خلا کو بھر چکتی ہے لیکن اس کو سنے گا وہی جس کے پاس سننے کا آلہ ہوگا۔ چاہے سمندر میں سنے چاہے کار میں چلتے پھرتے سنے چاہے گھر میں بیٹھ کر۔ یہی حال سبحان اللہ والحمدللہ کا ہے یہ براڈ کاسٹ اسٹیشن سے بجلی کے ذریعہ تو نہیں ہوتے بلکہ اخلاص کی بجلی کے زور سے نشر ہوتے ہیں۔ اور یہ ساری فضا کو معمور کر دیتے ہیں۔ البتہ اس سبحان اللہ کی آواز کو سننے کے لئے خاص قسم کے ریڈیو سیٹ ہونے چاہئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے سننے کے کان دئے ہیں۔ تو سنا جا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان تو لانا پڑے گا۔ وہ جو احادیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کے اعمالنامہ کا دائیاں پلڑا ہلکا ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرمائے گا۔ کہ دیکھو اس کے اعمالنامے میں کوئی اور عمل بھی ہے؟ وہ عرض کریں گے کوئی نہیں۔ مگر تاکیدی حکم پر جو غور کریں گے۔ ان کو ایک چھوٹا سا پرزہ کاغذ کا نظر آجائے گا۔ جس پر کلمہ لا إله الا الله محمد رسول الله لکھا ہوگا فرشتے عرض کریں گے یا اللہ اس چھوٹے سے پرزے سے کیا ہوگا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے حکم پر وہ پرزہ نیک اعمال کے پلڑے میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کے داخل ہوتے ہی وہ پلڑا بھاری ہوکر جھک جائے گا۔ دیکھا یہ ایک بار کا کہا ہوا اسم ذات ہے۔ مگر یہ اخلاص کی بجلی کے ساتھ زبان سے نکلا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے دنیا وما فیہا کو بھر دیا تھا۔ اور جب وہ اتنا بھاری بھر کم ہوکر میزان میں پڑے گا۔ تو اس کو ضرور بھاری کرے گا۔ خدائے مہربان کی رحمتِ کاملہ کا تقاضا بھی یہی ہے۔ کہ وہ برائی کو اتنا ہی رکھتا ہے یا دوسرے نیک اعمال یا توبہ سے مٹا دیتا ہے۔ مگر نیکی کو وہ بڑھاتا ہی رہتا ہے۔ جو نیکی کا تخم زمین میں بودے گا وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے پودا بن کر نکلیگا پھر پھول پھل کر وہ آسمان تک جا پہنچیگا۔

قرآن پاک نے رب العلمین فرما کر بہت سے جہانوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اب سائنسدان لاتعداد جہاں تلاش کر رہے ہیں۔ زمین سے بڑے سیارے نظر آرہے ہیں۔ چاند پر جانے کی کوشش ہو رہی ہیں۔ دوسری جگہوں میں بھی آبادی بتائی جا رہی ہے۔ سائنس کی یہ ساری تحقیقات اسلام کی تصدیق کرتی جا رہی ہے۔ سائنس کا کوئی مشاہدہ اسلام کے کسی مسئلہ کی تکذیب نہیں کرتا نہ ان میں باہم لڑائی ہے یہ کہنا ایک دھوکا اور خود فریبی ہے۔ کہ اسلام میں "لچک" ہے

باقی صفحہ ۱۷ پر

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

سورۂ بقرہ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُقْرَءُ فِیْهِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ۔ اس لئے کہ شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے۔ جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

قرآن بندوں کی سفارش کرے گا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِهٖ اِقْرَؤُا الزَّهْرَاوَیْنِ الْبَقَرَۃَ وَسُوْرَۃَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِیَانِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَیَابَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَؤُا سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَکَةٌ وَتَرْکَهَا حَسْرَۃٌ وَلَا یَسْتَطِیْعُهَا الْبَطَلَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:۔ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے۔ کہ قرآن پڑھا کرو۔ اس لئے کہ قیامت کے دن سفارش کرنے والا ہوگا۔ اور پڑھا کرو۔ اُن دو سورتوں کو جو بہت چمکدار اور روشن ہیں۔ یعنی سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران اس لئے یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن ابر کے دو ٹکڑے یا دو سیاہ کرنے والی چیزیں یا دو ٹکڑیاں پرندوں کی صف بستہ ہوں گی جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑیں گی اور پڑھا کرو۔ سورۂ بقرہ کو اس لئے کہ ہمیشہ پڑھنا اس سورۂ کا موجب برکت ہے۔ اور نہ پڑھنا اس کا موجب حسرت و ندامت ہے۔ اور اس کے پڑھنے کی وہ لوگ طاقت نہیں رکھتے جو سست و کسل مند ہیں۔

سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُؤْتٰی بِالْقُرْاٰنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ وَاٰلِ عِمْرَانَ کَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَیْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ کَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:۔ حضرت نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن لایا جائے گا قرآن کو اور اس کے پڑھنے والوں کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو اس طرح کہ قرآن کی دو سورتیں یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اُن کے آگے ہوں گی۔ گویا یہ دونوں سورتیں ابر کے دو ٹکڑے ہیں۔ یا ابر کے دو سیاہ ٹکڑے ہیں کہ ان میں چمک ہے۔ یا دو ٹکڑیاں صف بستہ پرندوں کی ہیں۔ جو اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کریں گی۔

آیت الکرسی کی فضیلت کا بیان

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ تعالیٰ مَعَکَ اَعْظَمُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَعَکَ اَعْظَمُ قُلْتُ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ لِیَهْنِکَ الْعِلْمُ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:۔ حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابی تو جانتا ہے۔ کہ قرآن کی کون سی آیت تیرے لئے بڑی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا ابی جانتا ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تیرے لئے بڑی ہے میں نے عرض کیا اللہ لا الٰہ اِلا اللہ ہوالحی القیوم یعنی ساری آیۃ الکرسی آپ نے یہ سن کر میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا ابی تیرا علم خوشگوار ہو۔

سورۂ فاتحہ اور آخری آیات سورۂ البقرہ کی فضیلت کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ نَقِیْضًا مِنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْیَوْمَ لَمْ یُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَکٌ نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَهُمَا لَمْ یُؤْتَهُمَا نَبِیٌّ قَبْلَکَ فَاتِحَةُ الْکِتَابِ وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ لَنْ تَقْرَءَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا اِلَّا اُعْطِیْتَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ انہوں نے اُوپر کی جانب دروازہ کھلنے کی سی آواز سنی پس انہوں نے سر اٹھایا۔ اور کہا یہ آسمان کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ اور آج ہی کھولا گیا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر نکلا اس دروازے سے ایک فرشتہ اور جبرائیل نے کہا ہے۔ کہ یہ فرشتہ آج ہی زمین کی طرف اُترا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں اترا

قل ہو اللہ کی فضیلت کا بیان

عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّةٍ وَکَانَ یَقْرَءُ لِاَصْحَابِهٖ فِیْ صَلَاتِهِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْهُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر ایک شخص کو امیر بنا کر بھیجا۔ اور وہ امیر اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اور سورۃ قل ہو اللہ احد سے قراءۃ کو ختم کرتا تھا۔ پھر جب لشکر لوٹ کر آیا۔ تو لشکر نے بارگاہ نبوی میں اپنے امیر کی نماز کا حال بیان کیا۔ تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ اُس امیر سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے اُس سے پوچھا

باقی صفحہ ۱۷ پر

خطبۂ یوم الجمعہ ۱۲ رذی قعدہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ راپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - اما بعد:-

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت یافتہ کون لوگ ہیں

حضرت اقدس بدھ ۲۶ اپریل ۱۹۶۱ء کی شام کو بذریعہ طیارہ کراچی تشریف لے گئے تھے پروگرام کے مطابق جمعہ کی صبح کو آپ کی واپسی کی توقع تھی - مگر اہل کراچی کے شدید اصرار پر آپ کو جمعہ کا دن وہیں گزارنا پڑا اور ہم خدام کو بذریعہ فون اس تبدیلی کی اطلاع جمعہ کی صبح کو ملی چنانچہ اپنے دوسرے پروگرام کے مطابق حضرت اقدس ہفتہ کی صبح بخیر وعافیت لاہور واپس تشریف لے آئے - آپ کی عدم موجودگی میں آپ کا تحریر فرمودہ خطبۂ جمعہ احقر عبیداللہ انور نے پڑھ کر سنایا

اس کے شواہد

پہلا شاہد

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ:- وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے - تو کہتے ہیں - ہم تو اللہ کے ہیں - اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں - یہ لوگ ہیں - جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں - اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے - کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو جزع فزع نہیں کرتے - کہ ہائے ہم پر ظلم ہوگیا - کیونکہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا میں ہوتا ہے۔

لہٰذا

جزع فزع کرنے اور واویلا کرنے کا الزام تو اللہ تعالیٰ پر لگتا ہے - کیونکہ سب کچھ اسی کے حکم سے دنیا میں ہوتا

لہٰذا

کسی مصیبت کے آنے کا الزام اللہ تعالیٰ پر ناشکرے لوگ لگاتے ہیں - اور سمجھتے نہیں - مثلاً بیٹا کسی کا مرگیا - اور کہا - ہائے ہائے بڑا ظلم ہوگیا - مرا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے - لیکن ان جاہلوں کا یہ کہنا - کہ بڑا ظلم ہوگیا - گویا کہ ان جاہلوں نے اللہ تعالیٰ کو ظالم بنایا -

بلکہ

اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا مومنین کا شیوہ ہے - بلکہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس کے مرجانے میں ہماری کوئی بہتری ہے - شاید وہ بڑا ہوکر ایسے کام کرتا کہ دوزخ میں جاتا - مثلاً ماں باپ کا نافرمان ہوتا - اور دوزخ میں جاتا - وہ بہتر کہ یہ بہتر ہوا - بچپن میں مرگیا نہ ماں باپ کو ستایا - نہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور نابالغ ہونے کے باعث غیر مکلف بھی تھا - اس لئے گناہوں کے کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی -

دوسرا شاہد

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷)

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے - اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا - امن انہیں کے لئے ہے - اور وہی راہ راست پر ہیں -

حاصل

جو لوگ ایمان لائے - اور ایمان میں ظلم نہیں کیا - یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہیں بنایا - ان کے لئے بارگاہِ الٰہی میں امن ہے - اور وہ ہدایت یافتہ ہیں -

ایمان میں ظلم کرنے

کا مطلب یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک نہیں بنایا - اور وہ صفات ننانوے ہیں - جنہیں اسماء اللہ الحسنیٰ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - ننانوے اسماء الحسنیٰ کو فقط اللہ تعالیٰ ذات کے ساتھ مخصوص کرنے والے توحید پرست کہلاتے ہیں - اور ننانوے اسماء اللہ الحسنیٰ میں کسی اور کو بھی شریک بنائے - تو وہ آدمی مشرک ہوجاتا ہے -

اَللّٰهُمَّ اعذنا من الشرك یا ارحم الراحمین امین یا اله العالمین -

تیسرا شاہد

وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹)

ترجمہ:- جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی راہ پاتا ہے - اور جسے گمراہ کردے پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں -

حاصل

جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرماوے - وہی سیدھے راستہ پر چلتا ہے - اور جس شخص سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو - اور اسے سیدھے راہ پر نہ چلائے - وہ نقصان اٹھانے والے ہیں - اللهم انی اعوذ بك من غضبك

چوتھا شاہد

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ○ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ○ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ○ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰى ○ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ○ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ○

(سورۃ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:- اور میں نے تجھے (اے موسیٰ علیہ السلام) خاص اپنے واسطے بنایا ہے - تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ - اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرو - فرعون کے پاس

جاؤ۔ بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ کہا اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے۔ کہ وہ ہم پر زیادتی کرے۔ یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرے۔ فرمایا ڈرو مت میں تمہارے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔ تو تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ بے شک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دو۔ اور انہیں تکلیف نہ دو۔ ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آئے ہیں۔ اور سلامتی اس کے لئے ہے۔ جو سیدھی راہ پر چلے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُس کے بھائی کو فرعون کا جواب

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى
(سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) پھر تمہارا رب کون ہے۔ ہمارا رب وہ ہے۔ جس نے ہر چیز کو (اس کی صورت عطا کی پھر راہ دکھائی)

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوسرا سوال

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝
(سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ کہا پھر پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى
(سورۃ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا اُن کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے۔ اور نہ بھولتا ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں۔ کھاؤ۔ اپنے مویشیوں کو چراؤ۔ بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

حاصل

جواب کا یہ ہے۔ کہ پہلی جماعتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ ایسی کتاب میں محفوظ ہے۔ کہ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔ اسی اللہ تعالیٰ نے تو تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ہے۔ اس زمین میں تمہارے لئے راستے بنا دئے ہیں۔ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ پھر اس بارش کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے طرح طرح کی سبزیاں پیدا کرتا ہے۔ اور اجازت دے رکھی ہے۔ کہ خود بھی کھاؤ۔ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ اس تفصیلی بیان میں عقلمندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عجیب نشانیاں ہیں۔

ضرب المثل

ہے۔ کہ اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا زیاں۔

اسی طرح

فرعون جو اپنی خدائی کا دعویدار ہے۔ اس کے سامنے سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بے کار ثابت ہوتی ہیں۔

بالآخر

جب فرعون غرق ہونے لگتا ہے۔ تب کہتا ہے۔

(حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اٰۗلْــٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝
(سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا۔ کہا میں ایمان لایا۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا۔

ایمان منظور وہ ہے

جو اپنی خوشی سے لایا جائے۔ نہ یہ کہ جب عذاب الٰہی بے ایمانی کے باعث سر پر آ کڑکے۔ اس وقت ایمان لایا جائے۔ اسی قانون کے مطابق فرعون کا ایمان قبول نہیں ہوا۔ اور غرق کر دیا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پانچواں شاہد

وَجَاۗءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْــَٔـلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـــًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّىْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنِّىْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ (سورہ یٰس رکوع ۲ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا۔ اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو۔ ان کی پیروی کرو۔ جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں اور میرے لئے کیا ہے۔ کہ میں اس کی عبادت نہ کروں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں۔ کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے۔ تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے۔ اور نہ مجھے چھڑا سکیں۔ بے شک تب میں صریح گمراہی میں ہوں گا۔ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا۔ کہا گیا۔ جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہا۔ اے کاش میری قوم بھی جان لیتی۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جب شہر میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی گئے تھے۔ اس شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں کی بات یعنی تعلیم مان لو۔ اور وہ تم سے اس تبلیغ کا کوئی معاوضہ بھی نہیں چاہتے۔ اور حالانکہ خود ہدایت یافتہ ہیں۔ اور میں کیوں اس خدا تعالیٰ کی بندگی کرنے کا پیغام نہ مانوں۔ اور یاد رکھو۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد:۔

عزت

حضرت اقدس بدھ ۲۶ اپریل ۱۹۶۱ء کی شام کو بذریعہ طیارہ کراچی تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی عدم موجودگی میں احقر نے حلقہ ذکر کے بعد آپ کی ایک سابقہ تحریر پڑھ کر سنائی جو ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

عبید اللہ انور

عرض یہ ہے۔ کہ میں ہر جمعرات کو بطور سبق اپنے ان احباب کی خدمت میں خاص طور پر کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ جن کا تعلق سلسلہ راشدیہ قادریہ سے ہے وہ حضرات وقت نکال کر دور دور سے تشریف لاتے ہیں۔ میرا فرض ہے۔ کہ ان کی اصلاح کے لئے کچھ عرض کروں۔ دوسرے احباب بھی تشریف لاتے ہیں۔

ع۔ چشم ما روشن دل ما شاد!

میرا دل تو چاہتا ہے۔ کہ سب مسلمان آئیں۔ میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں کتاب و سنت کی روشنی میں عرض کیا کرتا ہوں۔ ان سے باہر نہیں جاتا۔ اگر سب مسلمان میری معروضات کو سنیں۔ دل میں جگہ دیں۔ اور عمل میں لائیں۔ تو مجھے اللہ کے فضل و کرم سے پوری امید ہے۔ کہ ان کی دنیا کی زندگی سنور جائے گی۔ مرنے کے بعد قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جائے گی۔ حشر کے دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔

امیر ہو یا غریب۔ ہر شخص عزت کا خواہاں ہے۔ عزت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کھری یا سچی عزت (اصلی)
(۲) کھوٹی یا جھوٹی عزت (نقلی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ

ترجمہ:۔ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں۔

کھری عزت وہ ہے۔ جو بارگاہ الٰہی سے عطا ہو۔ جو عزت نیچے سے ملے وہ کھوٹی ہے کھری نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ منافقین کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ:۔ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا

(سورۃ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ کیا وہ (منافقین) ان (کفار) کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں۔ پس بے شک ساری عزت اللہ کے لئے ہے

منافقین چاہتے تھے۔ کہ یہود کے ساتھ دوستی رکھیں گے۔ تو عزت پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتے ہیں۔ نبی اکرم رسول اللہ ہیں۔ جس سے آپ ناراض اس سے اللہ ناراض ہیں۔ یہود آپ سے دشمنی رکھتے تھے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے بھی دشمن ہوئے۔ جو لوگ اللہ اور رسول اللہ کے ساتھ دشمنی رکھیں۔ ان کو عزت کس طرح مل سکتی ہے۔ عزت ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ اسی کے ہاں سے مل سکتی ہے۔ دشمنان خدا کے ہاں سے ہرگز نہیں مل سکتی۔ سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵ میں منافقین کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ

ترجمہ:۔ وہ دونوں کے درمیان تذبذب میں ہیں۔ نہ ان کی طرف اور نہ اُن کی طرف منافقین گومگو حالت میں ہیں۔

قولہ تعالیٰ:۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورۃ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ تو کہہ اے اللہ! تو سلطنت کا مالک ہے۔ تو جس کو چاہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔ اور جس کو چاہے تو عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہاتھ (قبضہ) میں ہے۔ سب خوبی۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے

اس آیت میں ہمیں یہ عقیدہ سکھایا گیا ہے۔ کہ عزت اور ذلت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ حقیقت میں وہی عزت ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آئے وہ صورت میں عزت ہوگی۔ لیکن حقیقت میں ذلت ہوگی۔ جو شخص محلہ یا گاؤں یا بستی میں زور آور ہو۔ یا مال و دولت کا مالک ہو اور ہر ایک پر بے جا تشدد اور ظلم کرے تو لوگ ایسے شخص کی عزت بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ بناوٹی عزت ہوگی۔ دل میں نفرت ہوگی۔ ہر سرکاری عہدہ دار اور افسر کو لوگ سلام کرتے ہیں کیا وہ دل میں اس کی عزت رکھ کر سلام کرتے ہیں؟ نہیں۔ بلکہ وہ سلام ایک منافقانہ اعزاز ہوتا ہے۔ بڑا زمیندار ہو یا سیٹھ۔ سب میں یہی قدر مشترک ہوگی۔ ان کی عزت اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اس واسطے کھوٹی ہوتی ہے۔

عزت خدا کے ہاں سے کن کن کو نصیب ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورۃ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ وہ منافقین کہتے ہیں۔ اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو اس (مدینہ) میں سب سے معزز شخص سب سے ذلیل کو ضرور ضرور نکال دے گا۔ اور عزت اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

اس آیت میں منافقین کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ مدینہ سے باہر کسی سفر کے موقعہ پر انصار اور مہاجرین میں تیز کلامی ہو گئی دو برتن بھی ہر وقت پاس رہیں تو کبھی نہ کبھی ٹکرا جاتے ہیں۔ وہاں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی موجود تھا۔ وہ بے ایمان اپنے آپ کو سب سے معزز شخص کہتا ہے اور حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کو سب سے ذلیل بتاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک الکفر والطغیان اس کی اس بے ہودہ گوئی کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا ملا؟ کہ:

عزت نمبر اول اللہ تعالیٰ کے لئے ہے نمبر دوئم رسول اللہ کے لئے اور نمبر سوئم

مومنوں کے لئے ہے ۔ مومن دولت مند ہو یا غریب ۔ ہر ایک کی اللہ کی بارگاہ میں عزت ہے ۔ مومن کس کو کہتے ہیں ۔ جو اللہ کی ہر بات دل سے مانتا ہے ۔ خواہ دولتمند ہو ۔ یا غریب سوکھے ٹکڑے کھانے والے فرش زمین پر سونے والے ۔ پھٹی ہوئی گودڑی اوڑھنے والے ۔ چھپر کے نیچے سونے والے کی جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دل سے پڑھتا ہے ۔ اس کی بارگاہ الٰہی میں عزت ہے ۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مخلوق اور اللہ کو اپنا خالق تسلیم کرتا ہے ۔ وہ جلب نفع کے لئے اور دفع ضرر کے لئے خدا ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے ۔ وہ ماسوا اللہ سے کٹ کر ایک اللہ کا ہو جاتا ہے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۔ اسی کو اپنا معبود اور حاجت روا مانتا ہے ۔ وہ مومن جس کی ظاہری اقتصادی حالت یہ ہے ۔ اس کی اللہ تعالٰے کے ہاں عزت ہے ۔ لیکن اگر دل میں ایمان نہیں تو بادشاہ کی بھی اللہ تعالٰے کے ہاں کوئی عزت نہیں ۔ اسلام میں شاہنشاہ کا لفظ اللہ تعالٰے کی ذات کے لئے مخصوص ہے ۔ ہمارے ہاں بادشاہ کے لئے امیر المومنین یا خلیفۃ المسلمین کا لقب ہے ۔ بادشاہ مومن نہیں تو اس کے تاج پر خدا کی لعنت ہے ۔ ایک غریب مومن کی گودڑی پر خدا کی رحمت ہے ۔ اس کے محل پر خدا کی لعنت ۔ اس کے چھپر پر رحمت اس کے سونے کے پلنگ پر لعنت ۔ اس کی چٹائی پر رحمت جس سے خدا راضی ہوتا ہے ۔ اس پر اس کی رحمت ہوتی ہے ۔ جس سے وہ ناراض ہو ۔ اس پر لعنت ہوتی ہے اس کی رضا اور ناراضگی ایمان اور بے ایمانی پر مبنی ہوتی ہے ۔ چونکہ اس کے اندر ایمان نہیں اس لئے اصل میں ملعون بادشاہ ہے ۔ اس کی وجہ سے اس کے مرصع تاج اور دو کروڑ روپے کے محل پر لعنت ہے غریب مومن چونکہ ایمان کی وجہ سے خود مرحوم ہے ۔ اس لئے اس کی ہر چیز پر رحمت ہے اگر کسی جگہ ڈیڑھ من ہینگ رکھ دی جائے ۔ تو اس کی بو وہاں ہر چیز میں ہوگی ۔ اسی طرح بادشاہ کی ڈیڑھ من لاش پر چونکہ لعنت ہے ۔ اس لئے جس چیز کا اس سے تعلق ہوگا ۔ اس میں لعنت کا اثر آئے گا ۔ دولت ۔ زیور ۔ کوٹھی ، موٹر ہو یا نہ ہو ۔ اگر اندر ایمان ہے ۔ تو اللہ کی رحمت اس پر نازل ہوگی ۔ میں بدلل طریقہ سے ثابت کر چکا ہوں ۔ کہ غریب مومن مرحوم اور بے ایمان بادشاہ ملعون ہوگا اس ملعون کی وجہ سے در و دیوار پر بھی لعنت پڑتی ہے ۔ ورنہ محل نے کیا بگاڑا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ

ترجمہ :۔ دنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے ۔ سب پر (خدا کی) لعنت ہے ۔ مگر اللہ کا ذکر اور جس چیز کا اس ذکر سے تعلق ہے ۔ وہ اس لعنت سے مستثنٰی ہے ۔

اس حدیث شریف میں غور کرنے سے میری ساری معروضات سمجھ میں آ جائیں گی ۔ صوفیائے کرام کی تربیت میں اسی لئے ذکر قلبی کی تلقین کی جاتی ہے ۔ اللہ تعالٰے بھی ذکر قلبی کا ذکر فرماتے ہیں ۔

قولہ تعالٰی :۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا ۔

ترجمہ :۔ اور اسکی بات نہ مانئے جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے ۔

اگر دل ذاکر ہے ۔ تو اس کا اثر اس کے اوپر جو ہڈیاں ۔ پسلیاں ۔ گوشت اور پوست ہے ۔ ان پر بھی ہوگا ۔ گوشت کے اوپر پیرہن ۔ پیرہن کے اوپر صدری ۔ صدری کے اوپر ہاف کوٹ ۔ ہاف کوٹ کے اوپر اوور کوٹ ۔ یہ چیزیں پہناوے میں شامل ہیں ۔ حالانکہ جسم پر صرف کرتا ہے ۔ اسی طرح ادھر لیجئے ۔ سر پر چھت اور نیچے چارپائی ۔ کھانے پینے کے برتن ہر چیز کا انسان کے ساتھ تعلق ہے ۔ اگر انسان کا دل ذاکر ہے ۔ تو ہر چیز پر ذکر الٰہی کی وجہ سے رحمت نازل ہوگی ۔ دل ذاکر ہو تو اللہ کے ہاں عزت ملتی ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ محل یا چھپر میں سوتا ہے ۔ اگر دل ذاکر نہیں تو سب پر لعنت نازل ہوگی ۔ جس کوٹھی میں خدا کا نام نہیں ہے ۔ اس میں رہنے والے اگر میاں صاحب ۔ بیگم صاحبہ اور ان کی اولاد میں سے کسی کو بھی کلمہ نہیں آتا ۔ اور دل میں ایمان نہیں ۔ تو اس کوٹھی اور اس کے اندر رہنے والے سب پر لعنت برستی ہوگی ۔ لاہور میں ایسے بدقسمت سینکڑوں نہیں ۔ ہزاروں مسلمان ہیں خدا نے گنگا رام اور خوشحال سنگھ کی طرح سب کچھ دے رکھا ہے ۔ ان میں اور ایک ہندو یا سکھ میں کوئی فرق نہیں ۔ جب مریں گے تو کوٹھی کو چین آ جائے گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان بدقسمتوں کے متعلق ارشاد ہے يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ ۔

ترجمہ :۔ اس سے راحت پائیں گے (اللہ کے) بندے اور شہر درخت اور حیوان ۔

میں آپ سے ہمیشہ کہا کرتا ہوں ۔ کہ انسان کو فقط خوف خدا انسان بناتا ہے ۔ اگر انسان کے دل میں خوف خدا نہ ہو ۔ تو اس سے بڑھ کر کمینہ ۔ بے حیا اور موذی درندہ خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ۔ شیر اپنے ہم جنس شیر کو نہیں پھاڑتا ۔ مگر جب خوف خدا نہ ہو تو یہ موذی انسان دو ایٹم بم سے دو ڈھائی لاکھ انسانوں کو اڑا دیتا ہے ۔

میں یہ بھی کہا کرتا ہوں کہ امیر سے مت ڈریے اس کو اپنی دولت ۔ پارٹی اور ذاتی اثر و رسوخ پر ناز ہوتا ہے ۔ وہ غیر کے دروازے پر جاتا ہے ۔ وہ پولیس اور عدالت میں جائے گا ۔ اس کا آپ مقابلہ کر سکیں گے غریب سے زیادہ ڈرنا چاہئے ۔ اگر اس کو آپ نے ستایا ۔ تو وہ غیر کے دروازہ پر نہیں جائے گا ۔ وہ بارگاہِ الٰہی میں فریاد کرے گا ۔ دو آنسو بہا کر خاموش ہو جائے گا ۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

اس کے دو آنسو ظالم کی بربادی کے لئے کافی ہیں ۔ میرے پاس ایک دفعہ ایک پولیس انسپکٹر آیا ۔ بڑا قوی ہیکل اور چھ فٹ قد کا تھا ۔ سر فضل حسین ۔ سر محمد شفیع اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تحریریں اس نے مجھے دکھائیں ۔ کہ یہ واقعی امداد کا مستحق ہے ۔ میں نے جب اس سے کہا کہ اس وقت دفتر بھی بند ہے اور کوئی بھی موجود نہیں تو وہ مجھ سے کہنے لگا ۔ کہ دار الحفاظ کے بچوں سے ہی پیسہ پیسہ جمع کر کے مجھے دے دیجئے ۔ دیکھا آپ نے کہ کسی غریب کی آہوں نے اس کو کہاں تک پہنچا دیا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کے متعلق عرض یہ ہے ۔ کہ گلی کوچوں کو بھی احساس ہوتا ہے ۔ کہ کون نیک ہے اور کون بد ہے ۔ زمین کو بھی احساس ہوتا ہے ۔ دوسرا ارشاد نبوی ہے ۔ کہ نیک آدمی جب قبر میں جاتا ہے ۔ تو زمین اس سے کہتی ہے ۔ کہ میری پیٹھ پر جتنے آدمی چلتے پھرتے تھے ۔ تو مجھے بہت زیادہ پیارا تھا

اطاعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محمد شفیع عمر الدین سانگھڑ

(۲)

۸- اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں کو اسی لئے مبعوث فرمایا کہ ان حضرات کی اطاعت کی جائے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء آیت ۶۴ ع ۹)

ترجمہ:- اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے۔

جب حضرات انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کی غرض واضح ہوگئی۔ تو یہ بات بھی بالکل عیاں ہوگئی۔ کہ ہم پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری فرض ہے۔

جو آپ کی اطاعت کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کا تابعدار ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (النساء آیت ۸۰ - ع ۱۱)

ترجمہ- جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔ اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

حاصل یہ نکلا کہ آپؐ کا تابعدار اللہ تعالیٰ کا تابعدار ہے۔ آپؐ کا نافرمان گویا اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔

اب تابعدار کہلانے کا وہ مستحق ہے جو قرآنؐ و سنت دونوں کو مضبوط پکڑے اور ان پر عمل کرے۔

حدیث:- حضرت ابو رافعؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے چھپرکھٹ میں تکیہ لگائے ہوئے ہو۔ اور میرے ان احکام میں سے جن کا میں نے حکم دیا ہے۔ یا جن سے منع کیا ہے۔ کوئی حکم اس کے پاس پہنچے اور وہ (اس کو سن کر) یہ کہہ دے کہ میں کچھ نہیں جانتا جو کچھ ہم کو خدا کی کتاب میں ملا ہم نے اس کی اطاعت کی (مشکوٰۃ)

یعنی آپؐ کی حدیثوں کا انکار نہ کیا جائے

۱۰- منافق آپؐ کے حضور میں تابعداری کا دم بھرتے اور پس پشت احکام کی نافرمانی کرتے

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (النساء آیت ۸۱ - ع ۱۱)

ترجمہ:- اور کہتے ہیں قبول کیا۔ پھر جب تیرے ہاں سے باہر گئے۔ تو ان میں ایک گروہ رات کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف مشورہ کرتا ہے۔ اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورے کرتے ہیں۔ تو ان کی پروا نہ کر۔ اور اللہ پر بھروسہ کر۔ اور اللہ کارساز کافی ہے۔

"ان منافقین کی اور مکاری سنو آپؐ کے روبرو آکر کہہ جاتے ہیں۔ ہم نے قبول کیا حکم تیرا۔ اور باہر مشورہ کرتے ہیں۔ اس کے خلاف۔ یعنی تیری نافرمانی اور مخالفت کا مشورہ کرتے ہیں۔ اور اللہ کے ہاں اُن کے سب مشورے لکھے جاتے ہیں۔ اُن کو سزا دینے کے لئے۔ سو اے نبیؐ ان سے منہ پھیرلے۔ اور کسی بات کی پرواہ مت کر اور اپنے سب کام اللہ کے حوالے کردے۔ وہ تیرے لئے کافی ہے"

(حضرت شیخ الہند محمود حسن صاحبؒ)

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

ہمیں منافقانہ روش سے دور بھاگنا چاہیے

۱۱- اپنی ذمہ داری محسوس کرو، اور اطاعت رسولؐ میں لگ جاؤ

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (النور آیت ۵۴)

ترجمہ:- کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر منہ پھیرو گے۔ تو پیغمبر پر تو وہی ہے۔ جس کا وہ ذمہ وار ہے۔ اور تم پر وہ ہے۔ جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے۔ اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے

"یعنی پیغمبرؐ پر خدا تعالیٰ کی طرف تبلیغ کا بوجھ رکھا گیا ہے۔ سو اُسی نے پوری طرح ادا کر دیا اور تم پر جو بوجھ ڈالا گیا وہ تصدیق و قبول حق کا ہے۔ اور یہ کہ اس کے ارشاد کے موافق چلو اگر تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے اُس کے احکام کی تعمیل کرو گے تو کامیابی دارین کی راہ پاؤ گے۔

باقی صفحہ ۱۵ پر

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۸ سے آگے

آج دیکھو میں تم سے کیا سلوک کرتی ہوں اس کے بعد زمین مدّ بصر یعنی حدّ نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ زمین کو بھی احساس ہے۔ کوٹھی میں جو درخت ہے اس کو بھی محسوس ہوتا ہے۔ کہ کوٹھی کے رہنے والے کی بے ایمانی اور بد دیانتی کے باعث مجھ پر لعنت پڑ رہی ہے۔ وہ اکتا جاتا ہے۔ کہ یہ میاں صاحب اور بیگم صاحبہ کب مرتے ہیں۔ دواب میں گھوڑا۔ بھینس سب آتے ہیں۔ ان کو بھی احساس ہوتا ہے۔ کیا یہ ان کی عزت ہے کہ جب مرتے ہیں۔ تو سب شکر کرتے ہیں۔ کیوں؟ زبان پر خدا کا نام نہیں۔ دل میں ایمان نہیں۔ اور نہ اتباع شریعت نہیں۔ جو حال گنگا رام اور خوشحال سنگھ کا ہے۔ وہی محمد دین کا ہے سب کے مرنے پر یہ چیزیں چین پائیں گے حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عزت کا صحیح مفہوم سمجھنے اور اس کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یعنی پہلے ایمان دار بنائے۔ اور پھر کھری عزت عطا فرمائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسی مجالس میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہاں ذکر الٰہی ہوتا ہو۔ آمین! دنیا داروں کو، ان باتوں کا احساس نہیں۔ اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تبلایا ہے۔

قولہ تعالیٰ: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ:- کہہ دیجئے (اے محمدؐ) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

اتباع نبوی میں ہی دنیا کا چین اور آخرت کی نجات ہے۔

وما علینا الا البلاغ



آیم عبدالرحم

خداوند عزّوجل نے نفس کو سب حواس ظاہری و باطنی اور قوائے طبیعہ، حیوانیہ اور نفسانیہ مرحمت فرمائے اور اسے نیکی و بدی کے راستوں پر چلنے کی استعداد بخشی۔ انسان کو حق تعالےٰ نے تین قوتیں عطا کی ہیں۔ ایک قوتِ عقلی ہے۔ جس کے سبب سے نیک و بد کو دریافت کرتا ہے۔ دوسری قوتِ شہویہ یعنی خواہش کی ہے۔ جس کے سبب سے چیزوں کی طرف خواہش کرتا ہے اور اپنی لذتوں کو حاصل کرتا ہے۔ اور تیسری قوتِ غضبیہ ہے جس کے سبب سے اپنے مخالف کو دور کرتا ہے۔ سو جب یہ دونوں قوتیں شہویہ اور غضبیہ عقل کی قوت کے تابعدار ہو جائیں۔ اور اس کی صلاح کے بغیر کوئی کام نہ کریں، بلکہ جس چیز کا حکم کرے۔ وہی کام کریں اور جس چیز سے منع کرے۔ اس سے دور رہیں اور انسان اپنی قوتِ عقلیہ کو شریعت کے نور سے روشن کرے۔ اور انبیاء کے طریقے پر چلائے اور نیک کو نیک اور بد کو بد پہچانے اور ان دونوں قوتوں کو کام میں لگائے۔ تب تقویٰ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور اگر خدا نخواستہ اس کی قوت عقلیہ شریعت کے نور سے منوّر نہ ہو۔ اور نیک کو بد اور بد کو نیک جانے۔ یا باوجود شریعت کے نور سے منور ہونے کے قوت عقلیہ کا حکم ان دونوں قوتوں پر جاری نہ ہو۔ اور یہ دونوں قوتیں اس کے کہنے پر نہ چلیں۔ بلکہ اس قوت عقلیہ کو بھی اپنا تابعدار بنا لیں۔ جس طرف چاہا۔ خواہش کی۔ اور جس سے چاہا لڑائی کی۔ تو اس وقت فجور حاصل ہوتا ہے۔ پس فجور کی حقیقت کا غلبہ دراصل قوت شہویہ اور غضبیہ کا غلبہ ہے قوت عقلیہ پر ؎

پس فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (پ ۳۰ ع ۱۶) کی تفسیر اوپر بیان ہوئی ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ٥ پ ۳۰ ع ۱۶ ترجمہ تحقیق جس شخص نے نفس کو پاک کیا۔ اس نے خلاصی پائی ؎

نفس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قوّت شہویّہ اور قوّت غضبیہ کو عقل کا تابع کرے اور عقل کو شریعت کا تابعدار بنایا جائے۔ تاکہ روح اور دل دونوں تجلی الٰہی کی روشنی سے منور ہو جائیں اور انسان کا مرتبہ فرشتہ کے مرتبہ سے بھی بڑھ جائے۔ کیونکہ فرشتے صرف قوتِ عقلیہ رکھتے ہیں۔ اور وہ شہویّہ اور غضبیہ قوتوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اور انسان کو چاہیئے کہ اپنی عقل کو شریعت کا خادم بنائے، اور یہ مرتبہ بڑی کوشش اور مجاہدوں سے حاصل ہوتا ہے ؎

دوسرے۔ نفس کو پاک اور مصفّا کرنے کے لئے صاحب طریقت بزرگوں نے رسالے اور کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں۔ قرآن شریف کی تیس آیات میں لفظِ فلاح کو بعض نیک عمل پر استعمال کیا گیا ہے اور اس آیت میں لفظِ فلاح کو تزکیہ نفس سے مربوط کیا ہے تو نفس کے تزکیہ کے لئے تو ان امور کو بجا لانے سے نفس کے تزکیہ میں ترقی ہوگی جیسے کہ سورۂ بقرہ میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ سے لے کر هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پ ۱ ع ۱۶ سورۂ مومنون میں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ سے لے کر خٰلِدُوْنَ تک پ ۱۸ ع ۱ اسی طرح سورۂ روم اور سورۂ توبہ میں و دیگر متفرق مقامات میں بھی مذکور ہیں ؎

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ٥ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ٥ پ ۳۰ ع ۴

ترجمہ: اور جو کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے جی کو خواہش سے روکا۔ سو اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے ؎

مطلب یہ ہے کہ جو انسان اس بات کا خیال کر کے ڈرا۔ کہ مجھے ایک روز اللہ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے اور اسی ڈر سے اپنے نفس کی خواہش پر نہ چلا۔ بلکہ اُسے روک کر اپنے قابو میں رکھا، اور احکام الٰہی کے تابع بنایا۔ تو اس کا ٹھکانہ بہشت کے سوا اور کہیں نہیں ؎

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا پ ۳۰ ع ۱۶

ترجمہ: اور تحقیق نامراد ہوا۔ جس نے نفس کو خاک میں ملایا ؎

نفس کو خاک میں ملانے اور گم نام کرنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس پر تجلّی الٰہی کے نور کی روشنی نہ پڑے۔ اور یہ بات شہوت اور غضب کے غلبہ سے ہوتی ہے، اور جب شرع کے نور سے محروم رہا۔ تو اس کا مرتبہ حیوان کے مرتبہ سے بھی کم ہوگیا کیونکہ حیوان کو اس نور کے حاصل کرنے کے اسباب نہیں دئے گئے اور اس شخص نے نور کے اسباب موجود ہونے کے باوجود اس نور کو حاصل نہیں کیا بلکہ ان اسباب کو مغلوب کر کے اپنے دل کے اوپر ایک پردہ ڈال دیا۔ جس کا اٹھانا دشوار ہے۔ اور شہوت و غضب کو عقل اور شرع کے اوپر غالب کر لیا۔ یہ عوام الناس کے نزدیک نقصان اور محرومی کا سبب نہیں ہے۔ بلکہ اس قسم کے کاموں پر جرأت کرنے کو بڑی دانائی سمجھتے ہیں۔

ملخص از تف...

کیمیا...

اور کشف...

اور دنیاوی نام اور مرتبہ کو اس جرأت کا قوی سبب جانتے ہیں۔ اسی واسطے داناؤں نے کہا ہے۔ جس نے لوگوں سے خوف کیا۔ تو وہ جل جل کر مرا۔ اور جس نے دلیری کی وہ مراد کو پہنچا ؎

شہوت اور غضب کے حکم کو عقل اور شرع کے حکم پر غالب کرنا اور عقل و شرع کو شہوت اور غضب کا محکوم بنانا۔ رفتہ رفتہ دین کے انکار اور جھٹلانے کا سبب بن جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کی ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے بلکہ بعض وقت دنیا میں بھی سوائے خرابی اور رسوائی کے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ؎

خاک میں ملا چھوڑنے سے یہ مراد ہے۔ کہ نفس کی باگ بالکل شہوت و غضب کے ہاتھ میں دے دے۔ عقل و شرع سے کچھ سروکار نہ رکھے، گویا خواہش



اور ہوا کا بندہ بن جائے۔ ایسا آدمی جانوروں سے بدتر اور ذلیل ہے ؂

شواہد قرآنی

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا
فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ
فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ الاعراف پ ۹ ع ۱۲

ترجمہ: اور ان کو اس شخص کا حال سنا دے۔ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں۔ پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا۔ پھر اس کے پیچھے شیطان لگا۔ تو وہ گمراہوں میں ہو گیا ؂

تفسیر: اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیات بلعم بن باعور کے حق میں نازل ہوئیں۔ جو ایک عالم اور صاحب تصرف درویش تھا۔ لیکن اللہ کی آیات اور ہدایات کو چھوڑ کر عورت کے اغواء اور دولت کے لالچ سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے تصرفات چلانے اور ناپاک تدبیریں بتانے کے لئے تیار ہو گیا۔ آخر موسےٰ علیہ السلام کا تو کچھ بگاڑ نہ سکا۔ خود مردود ابدی بنا۔ آیات اللہ کا جو علم بلعم کو دیا گیا تھا اگر خدا چاہتا۔ تو اس کے ذریعہ سے بہت بلند مراتب پر اس کو فائز کر دیتا اور یہ جب ہی ہو سکتا تھا۔ کہ اسے علم پر چلنے اور آیات اللہ کا اتباع کرنے کی توفیق ہوتی۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ کیونکہ وہ خود آسمانی برکات و آیات سے منہ موڑ کر زمینی شہوات و لذات کی طرف جھک پڑا۔ وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہا تھا حتیٰ کہ پکے گمراہوں کی قطار میں جا داخل ہوا۔ اور اس وقت اس کا حال کتے کی طرح ہو گیا۔ جس کی زبان باہر لٹکی ہو اور برابر ہانپ رہا ہو۔ اگر فرض کرو۔ کہ اس پر بوجھ لادیں یا ڈانٹ بتلائیں یا کچھ نہ کہیں۔ آزاد چھوڑ دیں۔ بہر صورت ہانپنا اور زبان لٹکائے رہنا ہے۔ کیونکہ طبعی طور پر دل کی کمزوری کی وجہ سے گرم ہوا کے باہر پھینکنے اور سرد و تازہ ہوا کے اندر کھینچنے پر بہ سہولت قادر نہیں ہے۔ اسی طرح سفلی خواہشات میں منہ مارنے والے کتے کا حال ہوا کہ اخلاقی کمزوری کی وجہ سے آیات اللہ کا دیا جانا اور نہ دیا جانا یا تنبیہ کرنا اور نہ کرنا دونوں حالتیں اس کے حق میں برابر ہو گئیں ؂

قوم ثمود کا عبرت ناک واقعہ

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ اِذِ انْۢبَعَثَ
اَشْقٰهَا ۝ پ ۳۰ ع ۶

قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو خدا کی عبادت کے لئے دعوت دی تھی۔ صالحؑ کی قوم نے ان سے عہد لیا تھا کہ آپ پتھر کی ایک ٹھوس چٹان میں سے حاملہ اونٹنی نکال دیں۔ تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے ایسا ہی کر دیا پیغمبرؑ نے فرمایا۔ کہ یہ اونٹنی خدا کی قدرت اور میری صداقت کی نشانی ہے اس کے حقوق کی رعایت کرو۔ خدا کی زمین میں مباح گھاس کھانے اور اس کی باری میں پانی پینے سے نہ روکو۔ غرض خدا کے اس نشان کے ساتھ جو تم نے خود مانگ کر حاصل کیا ہے۔ برائی سے پیش مت آؤ۔ ورنہ تمہاری بھی خیر نہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی۔ کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے اور اپنی باری کے دن جس کوئیں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی۔ آخر لوگوں نے غیظ میں آ کر اس کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ حالانکہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ اس اونٹنی کو برائی سے ہاتھ نہ لگانا۔ ورنہ سخت دردناک عذاب میں پھنس جاؤ گے ان لوگوں نے اس بات کو جھوٹ سمجھا پیغمبر کی تکذیب کی اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ کہتے ہیں۔ ایک بدکار عورت کے گھر بہت سے مویشی تھے۔ چارہ اور پانی کی تکلیف سے اس نے اپنے ایک آشنا قدار بن سالف جو اس فاحشہ عورت پر جس کا نام عنیزہ تھا۔ عرصہ سے عاشق تھا۔ وہ عورت خوبصورتی، لطیفہ گوئی، نزاکت طبع اور سخن فہمی میں مشہور زمانہ تھی۔ اس فاحشہ عورت کے گھر آٹھ اشخاص اور ہم مشرب و ہم نوالا تھے۔ ان میں سے ایک کا نام مصدع بن داہر تھا، جو اس کے چچا کا بیٹا تھا۔ اس عورت سے حظ نفسانی حاصل کرتا۔ اس عورت نے اونٹنی کے قتل کی فرمائش کی، تو نابکار قدار نے شہوت کے غلبہ میں آ کر اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیئے۔ اس کے تین دن بعد خدا کا عذاب آیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ ان پر اس طرح عذاب آیا۔ کہ وہ رات کو پڑے سوتے تھے، فرشتہ نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے اور زلزلہ سے ہلاک ہوئے ؂

جو لوگ اپنے پروردگار کے احکام سے منکر ہوتے ہیں۔ ان کی یہ گت بنتی ہے۔ اور ایسی ہی پھٹکار پڑتی ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر بھی تیار ہو گئے تھے۔ ایسے کلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں۔ جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے۔

اقسام نفس

محققین نے لکھا ہے کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہے۔ لیکن اس کی تین حالتوں کے اعتبار سے تین نام ہو گئے ہیں۔ اگر نفس عالم علوی کی طرف مائل ہو اور اللہ کی عبادت و فرمانبرداری میں اس کو خوشی حاصل ہوئی اور شریعت کی پیروی میں سکون اور اطمینان محسوس کیا۔ تو اس نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں ؂

اور اگر عالم سفلی کی طرف جھک پڑا اور دنیا کی لذات و خواہشات میں پھنس کر بدی کی طرف رغبت کی اور شریعت کی پیروی سے بھاگا۔ اس کو (باقی صفحہ ۱۲)

...زی وعثمانی،
...ادت
...ب

قرآنی تعلیمات

خالد کمال صاحب مبارکپوری

حیات انسانی کے لئے قرآن ایک مکمل نظامِ زندگی اور مشعلِ راہ ہے زندگی کے ہر شعبہ میں تنظیم اور ہر ہر موڑ پر ہدایت اس کا امتیازی نشان ہے۔ کون نہیں جانتا کہ آج سے چودہ سو برس پہلے انسانیت کے عظیم رہنما مصلح اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیلِ امین کے توسط سے بذریعہ وحی اس کا نزول ہوا آج بھی وہ ہمارے سامنے اسی شکل میں بغیر تحریف و تبدیل کے موجود ہے۔ جس کی شاہد خود اس کی آیتیں ہیں ۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ہم نے قرآن اتارا اور ہم اس کے محافظ ہیں) اور زبانِ نبوت سے بھی وقتاً فوقتاً توثیق کی گئی ہے علم و حکمت پند و نصیحت سے لبریز اس آسانی کتاب نے انسانیت کے منہدم قلعہ کو از سرنو تعمیر کیا اوصافِ انسانی میں سرایت کئے ہوئے نظام جہالت و ضلالت اور کفران و سرکشی کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر علم و حکمت۔ ایمان و نور کے بیل بوٹوں سے حیاتِ انسانی کو مزین کیا۔

عبادت

"یاایھاالناس اعبدوا اللہ" انسان اگر صدق دل سے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچے تو اس پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائے گی کہ اس خاکی پتلا کو ہمیشہ اپنے آقا کے دربار میں سجدہ ریز رہنا چاہیئے اور اسے بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ایک حقیر قطرہ سے پیدا ہونے والا انسان اگر ساری عمر اپنے مالک حقیقی کے احسانات سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرے تو اس کے عشر عشیر سے بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔

ایک انسان پر سب سے پہلے اپنے معبود حقیقی کی عبادت اور اس کی پرستش فرض ہوتی ہے اُسے چاہیئے کہ ہر ہر قدم پر اس کا شکریہ ادا کرے اور اپنے آپ کو اس کی نظر میں ایک حقیر بے حقیقت شے ثابت کرے تاکہ اس کی شرافت و عبادت کے نتیجہ میں وہ اس پر اپنے رحمت کے خزانے کھول دے ورنہ جس طرح وہ ایک قطرہ کو انسان بنا سکتا ہے اسی طرح ایک انسان کو پل بھر میں ذرہ بنا کر فضا میں منتشر بھی کر سکتا ہے۔

اطاعت رسولؐ

مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہ

رسولؐ۔ انسان اور خدا کے درمیان پیغامبر اور قاصد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خدا کے احکام اس کے بندوں تک پہنچانا اور خداوندی اوامر کو روئے زمین پر فروغ دینا اور اس کی اشاعت کرنا رسول کا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ امراضِ انسانی کا یہ طبیب، روح کو پاکیزہ کرتا ہے اور اس میں علم و حکمت اور عقل و خرد کا نور بھرتا ہے۔ تاکہ انسان اس کے ذریعہ اپنے معبود حقیقی تک رسائی حاصل کر سکے۔

ایسی حالت میں اگر اس محسن پیغمبر کی جماعت میں شرکت نہ کی گئی اور اس کی اطاعت و تابعداری میں چستی نہ دکھائی گئی تو انسان اور خدا کے درمیان کا واسطہ ختم ہو جاتا ہے اور ہدایت کی جگہ ضلالت، معرفت کی جگہ جہالت، حق کی جگہ باطل کا تسلط ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسانیت تاریکیوں کے غار میں گر پڑتی ہے اور اس وقت تک نہیں سنبھلتی جب تک کہ راہِ راست کی طرف رجوع نہیں ہوتی۔

عقل و تدبیر

"اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَاب"

عقل و تدبیر اور مادۂ غور و فکر ہی انسان کو دیگر مخلوقات پر شرف، فضیلت عطا کرتا ہے اور اسے بقیہ کائنات سے ممتاز کرتا ہے۔ ورنہ انسان کے اندر اور کوئی ایسا جوہر نہیں جو اسے اشرف المخلوقات کا لقب حاصل کرنے کے قابل بنا سکے۔ یہی وہ جوہر ہے جس کے ذریعہ آج دنیائے علم و فن اور عالم ایجادات و اختراعات میں ہم انسانی ترقی کے اعلیٰ مدارج طے کر رہے ہیں اور ایسے مقام پر پہونچ چکے ہیں جہاں کا تصور بھی عام ذہن کے لئے دشوار بلکہ محال تھا

اگر انسان اس مادۂ غور و فکر کو انسانیت کی بھلائی اور قوم و ملک کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کرے تو وہ انسانیت اور عوام کی نظر میں محمود اور قابلِ ستائش ہے۔ لیکن اگر خدا کی اس نعمت کو اس کا جائز مقام نہ دیا گیا اور اسے بے موقع استعمال کیا گیا تو یہی وبالِ جان اور سمِ قاتل بن جاتی ہے۔

علم

"رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً"

علم کی اہمیت اور اس کی فضیلت پوشیدہ نہیں۔ یہ انسانیت کا زیور ہے اس کے بغیر لاکھ کوشش کے باوجود بھی انسان نہ کوئی روحانی و مادی کمال حاصل کرسکتا ہے اور نہ تکمیلِ مقصدِ حیات۔ اگر تواریخ کے صفحات سے علم کا باب نکال دیا جائے۔ تو انسانیت کا چہرہ اس قدر بھیانک نظر آئے گا کہ الحفیظ الاماں۔

علم و فضل کی طاقت جس قوم کے اندر جس درجہ کی پائی جائے گی۔ اسی اعتبار سے اس کی ترقی میں بھی عروج و ارتقا ہوگا۔ چنانچہ جس زمانہ میں یونان و روم کلدان و مصر میں علمی چرچا عام تھا ترقی اعلیٰ مرتبہ پر پہونچی ہوئی تھی۔ تاریخ اسلام میں اس کا بین ثبوت بغداد کی شان و شوکت اور اس کی عظمت و رفعت ہے اور علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے اگر ہم آج علم و عمل کی دولت سے مالا مال ہوتے تو بجا طور پر قرونِ وسطیٰ کی طرح قوموں کی جماعت میں سب سے پیش پیش ہوتے۔

انقلاب تمدن

اِنَّ اللہ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

کسی قوم کے عروج و زوال ارتقا و انحطاط کی ذمہ داری قوم کے افراد کے ذہن اور افکار و خیالات پر ہوا کرتی ہے اگر قوم کے افراد میں بیداری کا جذبہ ہو تو وہ قوم ہر قسم کی رکاوٹ پابندی اور طوفان کا مقابلہ کرکے ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر ان کے خیالات میں پستی ہو تو گمراہی و ضلالت کے غار سے کبھی نہیں نکل سکتی۔

قرآن حکیم کے اس فلسفۂ انقلابِ تمدن کی کسوٹی پر اقوام عالم کو بخوبی پرکھا جا سکتا ہے اگر ہم دورِ حاضر اور ماضی کی اقوام پر نظر کریں۔ تو انقلاب کے اسباب وہی نظر آئیں گے جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں ....

..................ظاہر ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بغیر جد و جہد کے کوئی بھی کام انجام نہیں دیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ پوری قوم کی قسمت کو بدلا جا سکے اور ایک

نئی زندگی کی لہر قوم کے افراد کے رگ و ریشہ میں دوڑائی جا سکے۔

جہاد

"وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ"

اسلام کے اندر جہاد کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ و ہدایت ہے۔ مسلمانوں نے اس شعبہ کی ترویج و اشاعت کے لئے قوم و وطن اہل و عیال، مال و دولت، اعزا و اقارب کو خیرباد کہہ کر اللہ کی راہ میں اپنی زندگی صرف کر دی اور جہاد کا حق ادا کر دیا۔

ایک مسلمان کی فطرت ہونی چاہیئے کہ وہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ دوسروں تک بھی اس کو پہونچانے کی جد و جہد کرے۔ ظاہر ہے کہ ایسی طبیعت کا انسان اپنے بھائیوں کو ضلالت، جہالت، کجروی، اور تاریکی کے بھیانک غاروں میں پڑا ہوا نہیں دیکھ سکتا اور اس وقت تک خاموش نہیں ہوسکتا جب تک اپنے پیغامات کو اوروں تک نہ پہونچا لے۔ کاش تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والے جہالت اور تعصب کی عینک اتار کر ٹھنڈے دل سے اس باب کا مطالعہ کرتے تو انہیں جہاد کی تہہ میں یہی حقیقت نظر آتی۔

صبر

"اِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ"

صبر و تحمل کا مادہ انسان کے اندر ایک انمول جوہر ہے۔ مصائب و آلام کے بار سہہ کر خدا کا شکر ادا کرنا ایک خاکی پتلہ کی عین شان ہے۔ جزع، فزع اور گریہ و زاری سوائے اپنے آپ کو ہلکان کرنے کے اور کچھ نہیں اپنے معبود حقیقی کی مرضی کے مطابق اپنی رضامندی کا اظہار کرنا اور خندہ پیشانی سے استقبال کرنا ہی انسانیت کی فلاح و بہبودی کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔

تکمیل نفس اور پاکیزگی روح کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو مجاہدہ اور مشقت کا عادی بنایا جائے اور سامان عیش پرستی کو پس پشت ڈال کر برداشت و تحمل کو کام میں لایا جائے۔ تاکہ ترقی کی راہ میں آنے والے طوفان کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرکے آگے قدم بڑھایا جا سکے۔ مصائب در اصل کامیابی کا پیش خیمہ ہوا کرتے ہیں اگر ان کی برداشت کی طاقت پیدا کرلی جاتے تو ہمارا ہر قدم منزل کے سینے پر ہوگا۔

صدق

"وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ"

صدق و صفا، اخلاص و مروت حیات انسانی کے لئے ضروری ہیں۔ ان کے بغیر انسانیت کی تکمیل ناممکن ہے۔ صداقت و راست گوئی وقتی طور پر اگرچہ بعض مرتبہ باعث خسران و خسارہ معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا پس منظر نہایت ہی حسین اور قابل ستائش ہوتا ہے۔ حق و صداقت کا دامن چھوڑ کر کوئی قوم نہ تہذیب و تمدن میں آگے بڑھ سکتی ہے اور علم و فضل روحانیت و مادیت میں کماحقہٗ ترقی کر سکتی ہے۔ اس کے شاہد تاریخ کے صفحات ہیں جو اپنے دامن میں حق و صداقت کے بہت سے ایسے افسانے چھپائے ہوئے ہیں جنہیں پڑھ کر ہم صداقت و راست گوئی کے دلدادہ و شیدا ہو سکتے ہیں۔

جس قوم سے یہ دولت چھین لی جائے اس کے اندر طرح طرح کی روحانی بیماریاں پیدا ہوکر قوم کے جسم کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔

رحمت

"وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ"

اس کارخانۂ عالم کی کل مشینری اس ذات وحدت الوجود کی رحمت شفقت مہربانی و عنایت کے زیر سایہ چل رہی ہے، دنیا کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جو اس کی رحمت سے فیضیاب نہ ہو۔ غنچوں کی چٹک، پھولوں کی مہک شاخوں کی لچک اور سبزہ زاروں کی انگڑائی اس کی رحمت کے ادنیٰ مظاہر ہیں انسان قدم قدم پر بغاوت سرکشی کفران کا علم بلند کرتا ہے اور اپنے افعال غیر محمودہ سے قدرت کو چیلنج دے کر غضبناک کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس کی رحمت کا ایک جھونکا آتا ہے اور اپنی آغوش میں کھینچ لیتا ہے۔ ہمارے افعال یقیناً قابل گرفت ہیں اور بہت زیادہ ہیں۔ لیکن اس کی رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع اور لامحدود ہے۔ اگر اس دار فانی میں اس رحم و کرم کا دریا موجزن نہ ہوتا تو روئے زمین پر نہ دور حاضر کی رنگینیاں ہوتیں اور نہ کائنات کا کوئی ذرہ وجود کے زیور سے آراستہ ہوتا۔

تجارت

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللهِ"

تجارت نہ محض اسلام بلکہ اقوام عالم کی نظر میں بھی ہمیشہ سے محبوب پیشہ رہا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اگر تجارت کو جائز طور پر چلایا جائے اور اس کو آسودگی سے محفوظ رکھ کر فروغ دیا جائے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک طرف تجارت سے رزق حلال کی فراہمی ہوتی ہے تو دوسری طرف اللہ کے بندوں کی خدمت کا صلہ بھی ملتا ہے۔ لیکن اگر اسی کو ناجائز طور پر کیا گیا تو خسارہ کے ساتھ ساتھ قوم کو وبال کا بھی سامنا کرنا پڑیگا

اسلام میں تجارت خرید و فروخت، لین دین اسی وقت تک بنظر استحسان دیکھی جاتی ہے۔ جب تک وہ اعتدال پر ہوں اور اطاعت و عبادت میں مخل نہ ہوں۔ لیکن اگر ان کی وجہ سے ذکر و عبادت میں خلل واقع ہونے لگے تو پھر شریعت کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہیں وہ بے حیثیت ہوکر رہ جاتی ہیں۔

کسب حلال

"وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللهِ"

کسب معاش انسانی مسائل میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہوش سنبھالنے کے بعد انسان کے سامنے سب سے پہلے یہی مرحلہ آتا ہے۔ اگر یہ مرحلہ طے ہوگیا تو زندگی کا ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے غیور طبیعت کبھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے خاموش بیٹھی رہے اور کتوں کی طرح دوسروں کے ٹکڑوں پر صبح و شام کا انتظار کرے اگرچہ اس کے لئے صحرا نوردی کرنی پڑے۔

اسلام کی نظر میں وہی شخص قابل احترام ہے جو اپنے ہاتھ کی حلال کمائی پر گزارہ کرے چاہے وہ بشکل تجارت و اجارت ہو یا بشکل محنت و مزدوری۔

ایک مسلمان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ جائز مال سے اپنے اہل و عیال کی پرورش کرے۔ اور اگر ان کے حقوق کو ادا نہ کیا گیا یا ناجائز مال سے ان کی پرورش ہوئی تو پھر اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور ہم قدرت کی نظر میں مجرم ہوں گے۔

اعتدال

"وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا"

کوئی بھی شئے جب نقطۂ اعتدال اور درمیانی حد سے متجاوز ہوکر آگے بڑھ جاتی

ہے تو اس میں حسن کی جگہ قبح اور خوبی کی بجائے خرابی اور فائدہ کی جگہ نقصان پیدا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہی دوا جو امرت ہوتی ہے مریض کے لئے سمِ قاتل بن جاتی ہے اور ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں اعتدال کو نمایاں مقام حاصل ہے افعال و اعمال میں اعتدال کو نظر انداز کرکے نہ تو زندگی میں تنظیم کی جا سکتی ہے اور نہ اسے خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔ زندگی کا ہر ہر شعبہ اعتدال کے خوشگوار جھونکوں کا محتاج ہے۔

فضول خرچی اگر ایک طرف معاشی اقتصادی مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے تو دوسری طرف حقوقِ عباد کو بھی ہڑپ کر جاتی ہے۔ اور سماج کی نظر میں مجرم بنا دیتی ہے۔

لطافت و پاکیزگی

"وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ"

اسلام نے ظاہری نظافت و پاکیزگی کے ساتھ باطنی اور روحانی صفائی پر بھی کافی زور دیا ہے اور اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو اصل روحانی پاکیزگی ہے۔ چونکہ ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ظاہری صفائی کا بھی حکم دیا گیا۔ ایک سلیم الطبع شخص کبھی بھی اپنے آپ کو آلودگیوں میں نہیں رکھ سکتا۔ انسان فطرۃً لطیف اور صفائی پسند ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کی خباثت غالب آکر اُسے گندہ بنا دیتی ہے۔ اور وہ ہر قسم کی آلودگیوں میں گھر جاتا ہے۔ جب کسی قوم کے ذہن میں گندے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں تو اس کی تباہی یقینی ہوتی ہے۔ قوم کی تہذیبی تمدنی، ادبی، ثقافتی اور سماجی موت کے اسباب اس کی ذہنی بیماریاں ہوا کرتی ہیں۔ اگر اس کا جلد از جلد علاج نہ کیا گیا اور پاکیزہ و بلند خیالات کو جگہ نہ دی گئی تو پھر پوری کی پوری قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے، اور دوسروں کے سامنے سر اٹھانے کے لائق نہیں رہ جاتی۔

عہد و وفا

"اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا"

عہد و پیمان کی اسلام کے اندر خاص رعایت کی گئی ہے۔ تواریخ کے صفحات الٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے جان و مال شان و شوکت عظمت و رفعت کی قربانی کرکے وفاداری کا ثبوت دیا ہے اگر جماعت کے ایک آدمی نے کسی سے عہد و پیمان کر لیا تو اُسے حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سوسائٹی میں ایسے لوگوں کی کوئی وقعت نہیں جو زبان دے کر پھر جائیں۔ جو لوگوں سے لمبے چوڑے وعدے کریں۔ لیکن ایفا کا تصوّر بھی نہ ہو، ایسے لوگ سماج کے دشمن ہیں اور انسانیت کے دائرہ سے خارج ہیں۔ غور کیجئے اگر ایک ضرورت مند سے مدد کا وعدہ کیا جائے اسے اطمینان دلایا جائے اور وقت پر وعدہ شکنی کرکے اس کے تعمیر شدہ محل کو ڈھا دیا جائے تو اُسے کس قدر تکلیف ہوگی۔ یقیناً ایسی حالت میں انسانیت پر ایک ظلم ہوگا۔

اچھی بات

"وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا"

انسان ہونے کی حیثیت سے جس طرح افعال و اعمال اور اخلاق میں حسن و خوبصورتی ضروری ہے اسی طرح اپنی محفل میں مفید علمی ادبی، تمدنی ثقافتی تذکرے ضروری ہیں جو بات ہمارے مُنہ سے نکلے صاف ستھری چچی تُلی ہونی چاہیئے۔ نہ اس میں دل شکنی پوشیدہ ہو اور نہ دل آزاری کے پہلو نمایاں ہوں۔ گپ شپ اور فحش گوئی اگر ایک طرف ہمارے قیمتی اوقات کو ضائع کرتی ہے تو دوسری طرف قوم کے افراد میں گندگی اور زہر پیدا کر دیتی ہے۔ جس کے مضر اثرات زندگی کے، ہر ہر شعبہ میں اثر انداز ہو کر قوم کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں، زبان کی درستگی نفس کی اصلاح ہر انسان کا اخلاقی فرض ہے اگر زبان کو قابو میں نہ رکھا گیا تو لوگوں کی نظر میں ایسے شخص کی نہ کوئی اہمیت و وقعت ہوگی اور نہ ترقی کی شاہراہیں نظر آئیں گی۔

(بقیہ صفحہ ۱۱)

نفسِ امّارہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ آدمی کو برائی کا حکم کرتا ہے۔ اور اگر کبھی عالم سفلی کی طرف جھکتا اور شہوت و غضب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور کبھی عالم علوی کی طرف مائل ہو کر ان چیزوں کو بُرا جانتا ہے، اور ان سے دور بھاگتا ہے۔ اور کوئی بُرائی یا کوتاہی ہو جانے پر شرمندہ ہو کر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ اس کو نفس لوّامہ کہتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آدمی کا جی اول کھیل میں اور مزوں میں غرق ہوتا ہے نیکی کی طرف ہرگز رغبت نہیں کرتا۔ ایسے جی کو اَمّارہ بالسُّو کہتے ہیں، پھر ہوش پکڑا، نیک و بد سمجھا، تو باز آیا۔ کبھی غفلت ہوئی تو اپنی خُو پر دوڑ پڑا۔ پیچھے کچھ سمجھ آئی۔ تو اپنے کئے پر پچھتانے اور ملامت کرنے لگا ایسا نفس لوّامہ کہلاتا ہے۔ پھر جب پورا سنور گیا۔ دل سے رغبت نیکی پر ہو گئی۔ بے ہودہ کام سے خود بخود بھاگنے لگا۔ اور بدی کرنے کے تصوّر سے تکلیف پہنچنے لگی، تو وہ نفسِ مطمئنّہ ہو گیا۔

(حضرت الاسلام عثمانی ؒ)

وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِهٖ ط

پ ۲۲ ع ۱۵

(ترجمہ) اور جو کوئی سنورے گا۔ تو یہی ہے کہ وہ اپنے فائدہ کو سنورے گا۔

مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت سنکر جو شخص مان لے اور اپنا حال درست کر لے۔ تو کچھ آپ پر یا خدا پر احسان نہیں۔ بلکہ اسی کا فائدہ ہے اور یہ فائدہ پوری طرح اسی وقت ظاہر ہوگا، جب لوٹ کر اللہ کے ہاں جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار شانوں میں سے ایک شان تزکیہ نفوس بھی ہے۔ جس کا مطلب ہے۔ کہ نفسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت سے لوگوں کو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قلبی توجہ و تصرف سے باذن اللہ حاصل ہوتی تھی۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ۵ پ ۳۰ ع ۱۲

(ترجمہ) بے شک بھلا ہوا اس کا جو سنورا۔

یعنی ظاہری و باطنی۔ حسّی و معنوی۔ نجاستوں سے پاک ہوا، اور اپنے قلب و قالب کو عقائد صحیحہ، اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ کیا۔

اس آیت میں اس شخص کا بیان ہے جو نصیحت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ بزرگوں

باقی صفحہ ۱۵ پر

اطاعت رسول بقیہ صفحہ ۱۴

اور دنیا و آخرت میں خوش رہوگے۔ ورنہ پیغمبرؐ کا کچھ نقصان نہیں۔ تمہاری شرارت و سرکشی کا خمیازہ تم کو ہی بھگتنا پڑے گا۔ پیغمبرؐ تو اپنا فرض ادا کرکے عنداللہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوچکے آگے اطاعتِ رسول کے بعض ثمرات بیان فرماتے ہیں۔ جن کا سلسلہ دنیا ہی سے شروع ہو جائے گا۔" (حضرت مولٰنا عثمانیؒ)

۱۱۔ آپ کی تابعداری کرو۔ اور مخالفت سے بچو

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ٥ (المائدہ۔ ایت ۵۔ ع ۱۳)

ترجمہ:۔ اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اور بچتے رہو۔ پھر اگر تم پھر جاؤگے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے۔

اس سے اوپر کی آیت میں شراب اور جوئے کی ممانعت کا ذکر تھا۔ جو شیطانی کام ہیں۔ اس کے بعد فرمادیا۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف یہ حکم بلکہ سب حکموں کو مان لو۔ کسی حکم کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرو۔

۱۲۔ آپؐ کی تابعداری کرو۔ اگر منہ موڑ لیا تو تمہارا ہی نقصان ہوگا

(۱) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ

قرآنی تعلیمات صفحہ ۱۴ سے آگے

کی نصیحت سننے سے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے، اور یہ خوف دل میں جم جائے۔ اور ہر ہر عضو کو بُرے کاموں سے روکے۔ اور اچھے کاموں پر قائم کرے۔ اس وقت قابل اعتبار ہوگا۔

پاک ہونے سے مراد کفر اور شرک عقائد باطلہ، بدنیتی اور بد اخلاقی سے پاک ہونا ہے۔ نیز کینہ، بدخواہی، دغا بازی، جاہ طلبی، حسد، تکبّر وغیرہ سے، اور پھر بدن کی پاکی۔ اور کپڑوں کا پاک ہونا۔ مال کی پاکی حاصل کرنا۔ زکوٰۃ دینے سے۔ اور سودی روپے سے پرہیز کرنا وغیرہ وغیرہ ٭

تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

(التغابن ایت ۱۲)

ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا۔ تو ہمارے رسولؐ پر صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ

(محمد ایت ۳۳۔ ع ۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

"یعنی جہاد، یا اللہ کی راہ میں اور کوئی محنت و ریاضت کرنا اُس وقت مقبول ہے۔ جب اللہ و رسول کے حکم کے موافق ہو۔ محض اپنی طبیعت کے شوق و نفس کی خواہش پر کام نہ کرو۔ ورنہ عمل یوں ہی بیکار ہو جائے گا مسلمان کا کام نہیں کہ جو نیک کام کرچکا یا کر رہا ہے اس کو کسی صورت سے ضائع ہونے دے۔ نیک کام کو نہ بیچ میں چھوڑو، نہ ریاء و نمود اور اعجاب و غرور وغیرہ سے اُس کو برباد کرو۔ بھلا ارتداد کا تو ذکر کیا ہے۔ جو ایک دم اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ العیاذ اللہ۔" (حضرت مولٰنا عثمانیؒ)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بارے نہایت ہی تاکید فرماتے ہیں۔ مثلاً ایک مکتوب میں فرمایا۔

"ہندو جوگیوں، اور یونانی عبادت گزاروں نے بہت بڑے مجاہدے کئے۔ اور بڑے بھاری ریاضتیں کیں مگر ان کی یہ محنتیں جو شریعت انبیاء علیہ السلام لائے تھے ان کے مطابق نہ تھی۔ اس لئے بارگاہِ الہی میں مقبول نہ ہوئیں۔ اور آخرت کی نجات سے بے نصیب رہے"

(از مکتوب ۲۰۰ دفتر اول)

ہمیں چاہئے کہ ہر کام اسوۂ حسنہ کے مطابق کریں۔ تا کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو اور نجات اُخروی کا ذریعہ بن سکے۔

۱۳۔ آپؐ کی اطاعت کرو ترکِ اطاعت ہرگز نہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ۚۖ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (الانفال آیت ۲۰-۲۱-۲۲ ع ۳)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو اور سن کر اس سے مت پھرو۔ اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے کہا۔ ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں بے شک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں۔ جو نہیں سمجھتے

(۱) اللہ تعالٰے اپنے مومن بندوں کو اپنی اطاعت اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا حکم فرمایا ہے۔

(۲) حکم سن کر ان سنانا کرو۔ بلکہ دل سے مان لو عمل کرکے دکھلاؤ۔ قول وفعل میں موافقت پیدا کرو۔

(۳) مشرکوں اور منافقوں کی طرح نہ بن جاؤ۔ جنہوں نے احکام سن لئے مگر عمل نہ کیا

(۴) وہ بدترین مخلوق ہے جو حق بات نہ سنے اس پر غور نہ کرے۔ اللہ و اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان برحق اور قابل قبول ہے۔ وہ شخص بہت بُرا ہے جو نہ ان پر کان دھرے اور نہ عقل و ہوش سے کام لے کر ان پر عمل پیرا ہو۔ اس کم عقل کو اپنے نفع و نقصان اور سود و زیان کا بھی احساس تک نہیں

۱۴۔ آپؐ کی اطاعت کی بدولت جنت ملیگی اور نافرمانی دوزخ میں لیجائیگی

(۱) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(النساء آیت ۱۳۔ ۱۴۔ ع ۲)

ترجمہ:۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے، اسے بہشتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے نکل جائے اسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

"یعنی تمام احکام متعلق حقوق یتامیٰ اور

وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں۔ اور جو کوئی اطاعت کرے گا احکام الٰہی کی، جن میں حکم وصیت، و میراث بھی داخل ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ کو جنت ہے اور جو کوئی نافرمانی کرے گا۔ اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائے گا۔ وہ ہمیشہ کو ذلت کے ساتھ عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا"
(حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۲) وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا
(الفتح آیت ۱۷-ع-۲)

ترجمہ:- جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا۔ تو اسے ایسے بہشت کے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو نافرمانی کرے گا اسے سخت سزا دے گا۔

۱۵- آپؐ کی پیروی کرو اگر کسی معاملہ میں اختلاف ہو تو اس کا حل کتاب و سنت میں تلاش کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝
(النساء آیت ۵۹-ع-۹)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرو- اور رسول کی فرمانبرداری کرو ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں۔ پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہی بات اچھی ہے۔ اور انجام کے لحاظ سے بہترین ہے۔

"یعنی ..... اگر تم میں اور اولو الامر (حاکم) میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور رسولؐ کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کر کے طے کر لیا کرو۔ کہ وہ حکم فی الحقیقت اللہ اور رسولؐ کے حکم کے موافق ہے یا مخالف۔ جو بات محقق ہو جائے۔ اسی کو بالاتفاق مسلم اور معمول سمجھنا چاہئے۔ اور اختلاف کو دور کر دینا چاہئے۔ اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ جس کو اللہ اور قیامت پر ایمان ہوگا۔ وہ ضرور اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرے گا اور اُن کے حکم کی مخالفت سے بے حد ڈرے گا۔ جس سے معلوم ہوگیا کہ جو اللہ اور رسول کے حکم سے بھاگے گا وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے اگر دو مسلمان آپس میں جھگڑیں۔ ایک نے کہا چلو۔ دوسرے نے کہا

میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھ کو شرع سے کام نہیں تو اُس کو بے شک کافر کہیں گے یعنی اپنے تنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرنی مفید ہے آپس میں جھگڑے یا اپنی رائے کے مطابق فیصلے کرنے سے اس رجوع کا انجام بہتر ہے"
(حضرت عثمانیؒ)

خطبہ جمعہ

بقیہ صفحہ ۴ سے آگے

تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یعنی اس اللہ تعالےٰ کی بندگی کا پیغام مان لو۔ اور تم نے مرکر بھی اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اگر اب زندگی میں نہ مانا۔ تو اس وقت اس گناہ کا کیا جواب دو گے۔ کیا میں حقیقی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو خدا مان لوں۔ حالانکہ وہ ایسے بے بس ہیں۔ کہ مجھے ان کی شفاعت بھی کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ شفاعت کے لئے بھی پہلے اذن الٰہی ہی شرط ہے۔ اس کے حکم اور اجازت کے سوا کچھ نہیں بن سکتا۔ اگر میں اللہ تعالےٰ کے سوا ان کو خدا مان لوں تو میں بھی کھلم کھلا گمراہی میں جا پڑوں گا سن لو۔ اے میری قوم۔ میں تمہارے حقیقی خدا پر ایمان لایا ہوں۔ پھر اسے کہا گیا کہ بہشت میں داخل ہوجا۔ وہ کہنے لگا۔ کاش کہ میری قوم کو اس بات کا علم ہوجاتا۔ کہ مجھے عقیدہ صحیحہ کی بنا پر بخش دیا ہے اور مجھے اپنے معزز بندوں میں داخل کر لیا ہے

اللہ کے بندو

مذکور الصدر واقعہ سے عبرت حاصل کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ توحید پرست کو پسند کرتا ہے۔ اگر کسی کی عزت کرنی ہے۔ تو اس لئے کرو۔ کہ ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ہے۔ اور ہم سے زیادہ مقرب الٰہی ہے۔ لیکن عزت کرنے کی یہ معنی نہیں۔ کہ ان کی چوکھٹ پہ سر رکھ دو۔ یہ بے شک مان لو۔ کہ مقرب الٰہی ہونے میں وہ ہم سے آگے ہیں۔ یہ عزت نہیں کہ ان کی بندگی کا دم بھریں۔ یہ درجہ فقط اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ صفحہ ۳ سے آگے

یا اس کے احکام کو سائنس کے سانچے میں ڈھال کر قابل قبول بناؤ۔ ورنہ ترقی یافتہ سائنس سے عدم مطابقت کی وجہ سے اس سے بدگمانی پیدا ہو جائے گی۔ یہ صرف شیطانی دھوکہ ہے اور مغربیت کا جادو۔

(۳) رہی یہ بات کہ ان تحقیقات و ترقیات کا مقصد کیا ہونا چاہئے۔ تو عرض ہے۔ کہ جہاں تک اور جن امور کا تعلق ہماری زندگی اور ضروریات سے ہے۔ ان کی تلاش و تفتیش تو ضروریات زندگی میں داخل ہے۔ اور جو مادی اسباب یا ذرائع بھی میسر ہوں۔ ان کو بنی نوع انسان کے مفاد اور خدمت خلق میں صرف کیا جائے۔ اور ان کو انسان کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے۔ لیکن یہ جستجو بقدر ضرورت ہو۔ اس میں اتنا انہماک نہ ہونا چاہئے کہ ذرائع کو ہی مقصد بنا لیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں حرج واقع ہونے لگے۔ جیسے ایک شخص وضو کرے۔ مگر اس طرح کہ وضو کو ہی مقصد بنا بیٹھے۔ بس ہر وقت وضو کرتا رہے۔ نماز تک کی فرصت نہ ہو یا ایک شخص زمین میں ہل چلائے۔ پھر چلاتا ہی رہے۔ اس میں تخم ریزی نہ کرے۔

ضروریات زندگی اور مقاصد اجتماعی کے بغیر صرف علمی حد تک پرواز کرتے جانا۔ اور اسی تحقیقات میں عمر صرف کر دینا کہ اور خفیہ سیاروں کی تعداد کتنی ہے۔ اور سورج کے پیٹ میں کیا کچھ لپٹا ہوا ہے۔ اسلام نے نہ ہمیں اس کا مکلف بنایا ہے نہ ضروری کام چھوڑ کر غیر ضروری کے پیچھے لگنا عقلمندی ہے ہاں غور و فکر کا مقصد اور تجارب و تحقیقات کی غرض و غایت یہ ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرتوں کا مشاہدہ کرکے اس کی عظمت و کبریائی کے آگے سرنگوں ہو جائیں۔ اور اس کے رسولوں کی پاک تعلیمات کی روشنی میں اس کے منشا کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے اس کو خوش کریں۔ یہ عین مقصود و مطلوب ہے۔ قرآن پاک میں غور و تفکر کی ترغیب کے بعد پیارے بندوں کا یہ مقولہ نقل فرمایا گیا ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پہلے جملے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارے پروردگار! آپ نے یہ سب کچھ یونہی (بے مطلب) نہیں بنایا۔ یہ سب کارخانہ منظم اور حکمت و مصلحت پر مبنی اور حضرت انسان کی جسمانی اور روحانی زندگی کے سنوارنے کے لئے ہے، دوسرا جملہ سُبْحَانَكَ سے یہ مراد ہے، کہ اس کائنات کا ایک ایک ذرہ آپ کی عظمت و کبریائی پر گواہ ہے۔ آپ کی ذات و صفات ہماری عقل سے بالاتر ہیں۔ آپ کی قدرت لامحدود ہے۔ جہاں تک ہماری رسائی ناممکن ہے۔ بے شک آپ ہر کمی ہر کمزوری اور ہر عیب سے بالاتر ہیں۔ تیسرا جملہ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بظاہر بے ربط معلوم ہوتا ہے۔ مگر در اصل یہی اصل مقصد ہے۔ کہ اے ہمارے کریم و رحیم آقا ہم ناچیزوں کو خود ہی عدم سے وجود بخشا پھر ہمارے لئے ساری کائنات کا بہترین نظام قائم فرمایا۔ پھر اپنے احسانات کے بعد اتنے بڑے اور مہربان آقا کی شکرگزاری اور اطاعت میں قصور کرنے کا نتیجہ اور سزا بے شک جہنم ہے اور ہم شکر کا حق ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے اسی کے مستحق ہیں

لیکن مولیٰ تیرا ہی آسرا ہے اور تجھ ہی سے درخواست ہے۔ کہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا۔ جہاں آپ نے اتنا کرم فرمایا ہے۔ وہاں اتنی اور مہربانی بھی فرماویں

بہرحال مقصد فکر و نظر کا علم و معرفت ہونا چاہئے۔ تاکہ تعمیل احکام میں آسانی اور منتہا خلق کی تکمیل ہو

(۴) رہی یہ بات کہ آج کل کی بڑی طاقتیں ان علوم سے کیا کام لے رہی ہیں وہ روس امریکہ کی رقابت سے ظاہر ہے۔ پہلے جرمن والے سائنس کی ایجادات میں آگے تھے۔ تو دو بار انہوں نے دنیا کو دوزخ بنایا۔ اب یہ کمال روس و امریکہ کی طرف منتقل ہو گیا ہے آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ کہ ساری دنیا کسی وقت بھی ایٹمی جنگ کی لپیٹ میں آکر تباہ و برباد ہوسکتی ہے۔ فرانس نے اپنی ترقی یافتہ ایجادات و اسلحہ سے ، لاکھ عرب موت کے گھاٹ اتار دئے۔ انسان کی یہ ترقی چونکہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آئے بغیر ہو رہی ہے۔ اس لئے یہ ترقی انسان و انسانیت کی ترقی نہیں کہلاسکتی بلکہ انسان کی تباہی کا سامان اور انسانیت کے ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور بڑی طاقتیں اس سے یہی کام لے رہی ہیں۔ اور جہاں جہاں عقل کا چراغ ٹمٹما رہا ہے۔ وہاں سے ہماری اس گزارش کے عین مطابق ترقی یافتہ ایٹمی اسلحہ کو تباہ کرنے اور ایسے تجربات نہ کرنے کی آوازیں بھی کبھی کبھار اٹھتی ہیں۔ مگر وہ خود غرضی اور عیش پرستی کے نقار خانہ میں گم ہو کر رہ جاتی ہیں۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی

دعاء ازالہ غم و فکر

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَثُرَ هَمُّهٗ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجِلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ غَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ بِهٖ فَرَحًا (رواہ رزین)

ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو فکر بہت لاحق ہو۔ اسکو چاہئے کہ یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجِلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ

الٰہی میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کا بیٹا ہوں۔ اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ اور تیرے قبضہ میں ہوں میری پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں۔ تیرا حکم میرے حق میں جاری ہے .... تیرا فیصلہ میرے حق میں سراسر انصاف ہے۔ میں مانگتا ہوں تجھ سے تیرے ہر اُس نام کے وسیلہ سے جس نام سے تم نے اپنا نام رکھا ہے۔ یا اُس نام کو تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے۔ یا اُس نام کو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو سکھایا ہو۔ یا پوشیدہ کر رکھا ہو۔ اُس کو پردۂ غیب میں اپنے پاس یہ کہ کرے۔ تو قرآن کو میرے دل کی بہار۔ اور میرے فکر اور غم کو دور کرنے والا۔ ان کلمات کو کوئی بندہ نہیں پڑھتا کبھی مگر اللہ تعالیٰ اُس کے غم کو دور فرماتے ہیں۔ اور اُس کے غم کی جگہ خوشی بدل دیتے ہیں۔

صفحہ ۷ سے آگے

تو اُس نے جواب دیا۔ کہ اس سورۃ میں رحمٰن کی تعریف ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اسی سورۃ کو پڑھوں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کو مطلع کر دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔

ہمارے دینی مدارس

مدرسہ احرار اسلام ملتان

برادران ملّت السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ حضرات بخوبی آگاہ ہیں کہ عرصہ سات سال سے مدرسہ احرار اسلام ملتان۔ اہم دینی مقاصد کے لئے قائم ہے اور اس کے ذریعہ خاموش تصنیفی و اشاعتی اور تعلیمی و تبلیغی خدمت بھی کی گئی ہے سب دوستوں اور خیر خواہوں کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ نئے سال کے لئے داخلہ اور تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ اور اس کام کے لئے المنصورہ (سورج میانی) روڈ پر جگہ کا مختصر انتظام کر لیا گیا ہے۔ سردست ایک عالم اور ایک حافظ کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم اور آپ بھائیوں کے تعاون سے جُوں جُوں وسائل میں اضافہ ہوتا گیا تعلیم و تعمیر وغیرہ کے مختلف شعبہ جات کو مزید ترقی دے دی جائے گی۔ اس وقت ناظرہ حفظ قرآن کریم اور ابتداء سے لے کر وسطانی درجہ تک کی (اردو، فارسی اور عربی) تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ نیز مدرسہ کے شعبۂ تصنیف و تالیف کے زیر اہتمام۔ عربی لغات اور مصادر کی ایک ضخیم جامع مانع اور مفید ترین کتاب عنقریب شائع کی جا رہی ہے۔ اور مزید اہم علمی و ادبی اور درسی کتب کی اشاعت بھی زیر غور ہے ان حالات میں اس نوخیز اور بے وسائل دینی ادارہ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی و اخلاقی امداد کی ضرورت بالکل ظاہر ہے۔

الداعی الی الخیر
سید ابوذر بخاری مہتمم
دفتر مدرسہ احرار اسلام ۲۳۲
کوٹلہ تغلق شاہ ملتان شہر

موضع واڑہ بالیاں ضلع گجرات میں مدرسہ حزب الاسلام کا قیام

طالبان علوم دینیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ واڑہ بالیاں ضلع گجرات کی جامع مسجد (مشرقی) میں مدرسہ حزب الاسلام کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس مدرسہ میں تجوید القرآن اور حفظ القرآن پاک کے لئے مولانا عبد الرحیم صاحب کی خدمات حاصل کی جا چکی ہیں۔ اہل ثروت حضرات سے درخواست ہے۔ کہ اس مدرسہ کی مالی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

والسلام
مہتمم مدرسہ سید عنایت حسین شاہ
موضع واڑہ بالیاں ضلع گجرات۔
ڈاک خانہ ہیڈ رسول

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۱۲-۱۳-۱۴ مئی ۱۹۶۱ء مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ ذی قعدہ ۱۳۸۰ھ بروز جمعہ و ہفتہ و اتوار بمقام مدرسہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مغربی پاکستان کے مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام تشریف فرما رہے ہیں۔ خصوصًا مولانا عبید اللہ انور خلف الرشید جامع الشریعت و الطریقت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی تشریف فرما ہونگے لہذا تمام اہل اسلام کی خدمت میں التماس کی جاتی ہے۔ کہ اس خالص مذہبی و تبلیغی جلسہ میں تشریف فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

محمد عمر صدر مدرس مدرسہ مذکور

بقیہ صفحہ ۱۹ سے آگے

بچوں کا صفحہ

وہ ایسا مغرور اور متکبر ہو۔ کہ دوسروں کو حقیر سمجھے اور اتنا فاخرانہ لباس استعمال کرے۔ کہ زمین پر پاؤں ہی نہ جمیں۔ اور دوسروں کو خاطر ہی میں نہ لائے عبادت کے متعلق خود آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے۔ اس لئے اس کا حق بھی ادا کرو۔ اور خدا کی عبادت ضرور کرو۔ مگر وہ اتنی زیادہ نہ ہو کہ تم سب کچھ چھوڑ کر صرف عبادت ہی میں لگ جاؤ۔ اور نہ ہی ایسا ہو۔ کہ تم دنیا کے کاروبار میں اتنے مشغول ہو جاؤ کہ خدا ہی کو بھول جاؤ۔ دوسرے لفظوں میں ہمیں دنیا کا کاروبار بھی کرنا چاہئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت بھی کرنی چاہئے اور میانہ روی سے انسان آسانی محسوس کرتا ہے۔ اور اعتدال کو چھوڑ کر اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کر لیتا ہے۔

پیارے بچو! ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنے کی کوشش کرو۔ کھیل کود میں سارا وقت ضائع نہ کرو۔ بلکہ اتنا کھیلو جتنا ضروری ہے۔ اور باقی وقت تعلیم حاصل کرنے میں صرف کرو۔

بچوں کا صفحہ

آداب و اخلاق

مولنا محمد شفیع ایم ۔ اے

عفو و درگذر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ کہ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ ترجمۂ ۔ جو لوگ غصّہ کو پی جاتے ہیں ۔ اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں ۔ اللہ ایسے احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ ، ترجمہ اے نبی معاف کرنے کی صفت پیدا کریں ۔ اور نیکی کا حکم دیں ۔ اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کریں ۔ ایک جگہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے ۔ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ۔ یعنی میرے بندے لوگوں کو معاف کردیا کرتے ہیں ۔ عفو و درگذر کی صفت اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہے ۔ کسی کو معاف کرنا اور برائی کے بدلے بھلائی کرنا بڑی اچھی عادت ہے ۔ اللہ تعالےٰ اس عادت کو بہت پسند کرتا ہے ۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ ؎

دوسرے مقام پر نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے ۔ خُذِ الْعَفْوَ الخ

بچّو ۔ تم نے دیکھا ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے کتنے پاکیزہ الفاظ میں عفو اور درگذر کرنے کی تعریف کی ہے ۔ پس جو شخص لوگوں کو معاف کرتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف کر دے گا ۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ پہلوانی یہ نہیں ہے کہ کسی آدمی کو بچھاڑ دیا جائے ۔ بلکہ بہادری اور جواں مردی یہ ہے ۔ کہ کسی سے بدلہ نہ لیا جائے جب کہ بدلہ لینے کی قوت موجود ہو ۔ اگر اس حالت میں معاف کر دیا جائے ۔ تو یہ بڑی ہی اچھی بات ہوگی

ایک دن حضرت عائشہ رضہ نے آں حضرت ؐ سے پوچھا ۔ کہ جنگ احد سے بڑھ کر آپ کو کبھی تکلیف پہنچی ۔ آپ ؐ نے فرمایا ۔ کہ ہاں ۔ ایک دفعہ جب کہ میں نے عبد یالیل کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا ۔ اور اسلام کی دعوت دی ۔ مگر اس کا جواب اس نے پتھروں اور کنکروں سے دیا ۔ میں بے ہوش ہو گیا ۔ جب ہوش آیا ۔ تو میں نے اپنے اوپر سایہ دیکھا ۔ جوکہ حضرت جبرئیل کا تھا ۔ حضرت جبرئیل فرمانے لگے ۔ " اے اللہ کے رسول یہ فرشتہ ہے جو کہ پہاڑوں پر مقرر ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں ۔ تو تمام طائف کی بستی ان دونوں پہاڑوں میں پیس دی جائے ۔"

آپ نے فرمایا ۔ کہ نہیں ۔ انہوں نے گو مجھے تکلیف پہنچائی ہے ۔ مگر میں نہیں چاہتا ۔ کہ بدلہ لوں ۔ میں معاف کر دینا چاہتا ہوں ۔ شائد ان کی آیندہ نسلیں مسلمان ہو جائیں ؎

پیارے بچو ! تم نے اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت دیکھی ۔ کہ انہوں نے کس طرح درگذر سے کام لیا ۔ اور اپنے خون کے پیاسے مخالفوں کو بخش دیا ۔ ہمیں بھی اپنے اندر یہ صفت پیدا کرنی چاہیئے ؎

اعتدال اور میانہ روی

کسی کام میں اتنی جلدی کرنا ۔ کہ ایسے معلوم ہو ۔ کہ سب کچھ یہی ہے اور ہم اسی کام کے لئے وقف ہو چکے ہیں ۔ یا اس میں اتنی سستی سے کام لینا کہ ایسا معلوم ہو کہ ہمیں اس سے کسی قسم کی دلچسپی ہی نہیں کام کرنے کی یہ دونوں صورتیں جائز نہیں ہیں ۔ اسلام ان دونوں حالتوں کے بین بین ایک تیسری راہ متعین کرتا ہے ۔ جسے میانہ روی یا اعتدال کی راہ کہتے ہیں ۔ ہمیں ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ ہمیں حکم دیتا ہے ؎

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ : ترجمہ ۔ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو ۔ بیشک اللہ تعم اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ؎

دوسری آیت میں حکم ہوتا ہے ۔ کہ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنَ ترجمہ : بیشک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں ؎

بچو ! تم نے اب سمجھ لیا ہوگا ۔ کہ ہمیں ہر چیز میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ خواہ وہ کھانے پینے کے متعلق ہو یا پہننے کے ۔ حتیٰ کہ عبادت اور خیرات میں بھی ہمیں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے ۔ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ ۔ اور نہ اسے کھول دے ۔ بالکل ہی کھول دینا ۔ پھر تو پشیمان ۔ تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا ۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ۔ کہ اتنا زیادہ بھی خرچ نہ کریں ۔ کہ خود خالی ہاتھ رہ جائیں ۔ اور نہ یہ حالت ہو جائے ۔ کہ بکل ہی ہاتھ بند ہو جائیں اور خدا کی راہ میں ایک پائی بھی خرچ نہ ہو ۔ پس اس میں بھی میانہ روی اختیار کرو ۔ خود اس کا تعلق تمہاری اپنی ذات کے متعلق ہی کیوں نہ ہو ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ۔ ہو ۔ تو اس کے جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہیئے ۔ یعنی معلوم ہو ۔ کہ اس کے پاس خدا کا دیا ہوا مال ہے ۔ گداگروں کی سی حالت نہ بنائے ۔ اور نہ ہی

بقیہ صفحہ ۱۸ پر

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمۂ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳ب/۲۷/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

پاک و ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز مجلد

تقطیع ۲۲×۲۹/۸

مترجم و محشی

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

فوائد

۱ = ہر سورۃ کا عنوان
۲ = ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور ماخذ
۳ = ربط آیات
۴ = کاغذ، کتابت، طباعت معیاری

ھدیہ مجلد پارچہ، قسم اوّل آٹھ روپے، محصولڈاک ۱۲/ قسم دوم چھ روپے محصولڈاک ۱۲/
(بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجیں)

ملنے کا پتہ
ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

متفرق مطبوعات

گلدستہ صد احادیث نبوی مجلد جیبی سائز
قیمت ۵۰ پیسے معہ محصولڈاک

مجموعہ تفاسیر مجلد	۵۰/۱ روپے	//	۲۵ پیسے
ضرورت قرآن	۱۹ پیسے	//	۳۱ پیسے
اسماء اللہ الحسنیٰ	۳۱ //	//	۴۳ پیسے
مقصد قرآن	۱۹ //	//	۳۱ پیسے
استحکام پاکستان	۱۹ //	//	۳۱ پیسے
اصلی حقیقت	۱۲ //	//	۲۵ پیسے
بہشتی اور دوزخی کی پہچان	۱۲ پیسے	//	۲۵ پیسے
نجات دارین کا پروگرام	۱۹ //	//	۳۱ پیسے
مبشر اور علماء	۱۹ //	//	۳۱ پیسے

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ۔ لاہور

گلدستہ
صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب
امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں۔ کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے ہر حدیث کے نیچے اہتمام بچند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہد نامہ پر دستخط تھے جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا اور مجلد کے لئے ۱/ جلد کے لئے جاتے تھے لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۸/ آنے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۵ پیسے کل عہ روپیہ پیشگی بھیجیں۔ وی پی ہرگز نہ ہو گا۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا